سوال

کچھ عرصہ قبل میرے ایک دوست نے ایک لڑکی سے شادی کی جس نے شادی سے کچھ عرصہ قبل ہی اسلام قبول کیا تھا، لیکن اس لڑکی کی عادت ہے کہ وہ عام طور پر کہہ دیتی ہے میں مسلمان نہیں، میں عیسائی ہوں، اس نے یہ بات کئی بار کہی ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ چیز اسے اسلام سے خارج کردے گی چاہے اس نے غصہ کی حالت میں ہی کہا ہو، اور کیا اسے دوبارہ اسلام قبول کرنا ہوگا، اور تجدید نکاح بھی کیا جائیگا یا نہیں ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اگر کوئی مسلمان شخص اپنے بارہ میں یہ کہے کہ وہ غیر مسلم ہے، یا پھر کہے وہ یہودی یا عیسائی ہے تو اس کا یہ قول دین اسلام سے ارتداد اور کفر کی طرف پلٹنا شمار کیا جائیگا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اور اگر وہ کوئی ایسی بات کہے جو اسے دین اسلام سے خارج کردے، مثلا وہ کہے : وہ یہودی یا عیسائی یا مجوسی ہے، یا اسلام سے بری ہے، یا قرآن مجید سے بری ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بری ہے، تو یہ شخص کافر اور مرتد ہوگا، ہم اس کے اس قول کو لیں گے " انتہی

دیکھیں : شرح الممتع (279/6).

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ جس نے بھی یہ قول کہا وہ کافر اور مرتد ہوگا، بلکہ اس کے کئی حالات ہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے اس پر مرتد کا حکم لگانے میں کوئی مانع پایا جاتا ہو اس لیے یہ عام نہیں ہوگا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کسی مسلمان شخص پر کفر کا حکم لگانے کی شروط بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

اس بنا پر کسی بھی مسلمان شخص پر کفر کا حکم لگانے سے قبل دو چیزیں دیکھنا ضروری ہیں :

اول :

وہ قول یا عمل جو کفر کا موجب ہے اس پر کتاب و سنت کی دلیل ہونی چاہیے

دوم :

اس حکم کو معین شخص یا معین فاعل پر اس طرح لاگو کیا جائے کہ اس میں اسے کفر قرار دینے کی سب شروط پائی جائیں، اور کوئی بھی مانع نہ پایا جاتا ہو

اہم شروط یہ ہیں :

اسے علم ہو کہ اس کی مخالفت کرنے سے کفر لازم آتا ہے اور وہ کافر ہو جائیگا ؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور جو کوئی بھی ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلے ہمیں اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جس طرف وہ خود متوجہ ہوا ہے، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور یہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے النساء (115).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

اور اللہ تعالی ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کردے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف بیان نہ کردے جن سے وہ بچیں اور اجتناب کریں، بیشک اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتا ہے التوبۃ (115).

اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے کہ : اگر کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہوا ہو اور وہ فرائض کا انکار کرے تو اسے اس وقت تک کافر نہیں کہا جائیگا جب تک اس کے سامنے وہ سب کچھ بیان نہ کر دیا جائے

اور موانع میں درج ذیل اشیاء شامل ہیں :

اس شخص سے کوئی ایسی چیز بغیر ارادہ کے وارد ہوجائے جس سے کفر لازم آتا ہے، اور اس کی کئی صورتیں ہیں :

ایک صورت تو یہ ہے کہ : اسے ایسا کرنے پر مجبور کردیا جائے، تو وہ اس مجبوری کی بنا پر اس فعل یا قول کا مرتکب ہو، نہ کہ اطمنان کے ساتھ، تو اس حالت میں اسے کافر نہیں قرار دیا جائیگا

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے النحل (106).

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ : بہت زیادہ خوشی یا پھر خوف وغیرہ کی بنا پر اس کی سوچ ختم ہوجائے اور اسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس کی دلیل صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث ہے :

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اللہ سبحانہ وتعالی کو اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ تم میں سے کوئی ایک شخص اپنی سواری کے ساتھ بے آب وگیاہ زمین میں سفر پر ہو اور اس کی سواری گم ہوجائے جس پر اس کا کھانا پینا ہو اور وہ اس کے ملنے سے ناامید ہو کر ایک درخت کے سایہ کے نیچے آکر لیٹ جائے، وہ اپنی سواری کے ملنے سے ناامید ہوچکا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو اور وہ اس کی نکیل پکڑ کر خوشی کی شدت سے یہ الفاظ کہہ بیٹھے : اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں، وہ خوشی کی شدت سے غلط الفاظ نکال بیٹھے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2747). انتہی

ماخوذ از : القواعد المثلی من مجموع الفتاوی (3/343-344).

اس بنا پر جس نے اپنے بارہ میں یہ کہا ہو کہ : " وہ غیر مسلم اور عیسائی ہے " اس کی حالت کو دیکھا جائے

اگر تو یہ کلمہ اس کی زبان پر بغیر ارادہ وقصد کے جاری ہوااوراس نے غلطی سے کلام کرلی تو اس حالت میں وہ کافر نہیں ہوگی، بلکہ بالکل اسی شخص کی طرح معذور کہلائیگی جس نے خوشی کی شدت میں آکر "اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں" کہا تھا

اوراگراس عورت نے یہ کلمہ شدت غضب اور غصہ کی حالت میں کہا کہ وہ جذبات کی شدت میں آکراپنے اوپر کنٹرول نہ کر سکی اور یہ کلمات کہہ دیے تو بھی وہ معذور کہلائیگی اوراس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، اس کی دلیل موسی علیہ السلام کا درج ذیل قصہ ہے :

جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کوبچھڑے کی پوجا کرتے ہوئے پایا توان پر بہت غصہ ہوئے، اورشدت غضب کی بنا پر تختیاں رکھ کر بھائی کی داڑھی پکڑکراسے کھینچنے لگے تواللہ سبحانہ وتعالی نے نہ توتختیاں رکھنے پر موسی علیہ السلام کا مؤاخذہ کیا، اورنہ ہی اپنے بھائی ہارون کوپکڑکر کھینچنے پر مؤاخذہ کیا حالانکہ ہارون علیہ السلام بھی موسی علیہ السلام کی طرح نبی تھے

اوراگرموسی علیہ السلام ہوش وحواس میں ہوتے ہوئے اہانت کے ساتھ تختیاں رکھتیاں رکھتے تویہ بھی عظیم تھا، اوراگرکوئی انسان کسی نبی کواس کی داڑھی سے یا سر سے پکڑکر کھینچتا اور نبی کواذیت وتکلیف دیتا ہے تو یہ کفر ہے

لیکن جب موسی علیہ السلام کی جانب سے یہ شدید غصہ اللہ سبحانہ وتعالی کےلیے تھا کہ قوم نے جوکچھ کیا اس پر غصہ ہوئے تواللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں معاف کردیا، اورنہ توتختیاں پھینکنے پر اورنہ ہی اپنے بھائی کو کھینچنے پر مؤاخذہ کیا" انتہی

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (1/375-377).

اور موسی علیہ السلام کا تختیاں جلدی سے نیچے رکھ دینے کی دلیل درج فرمان باری تعالی ہے :

اورجب موسی (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اوررنج میں بھرے ہوئے توفرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلدبازی کی، اورجلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اوراپنے بھائی کا سر پکڑکران کواپنی طرف کھینچنے لگے (ہارون علیہ السلام) نے کہا : کہ اے میرے ماں جائے ان لوگوں نے مجھ کوبے حقیقت سمجھا اورقریب تھا کہ مجھ کو قتل کرڈالیں تم تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤاورمجھ کوان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کروالاعراف (150).

لیکن اگراس عورت نے یہ کلام اپنے اختیاراورقصداکہی یا پھرغصہ کم تھا کہ اس حدتک نہیں پہنچا کہ اس کے ہوش وحواس پر پردہ پڑجائے بلکہ ہوش وحواس قائم تھے اوراس کے اختیار اورارادہ پراثرانداز نہیں ہوا تو یہ کلام کفراوراسلام سے ارتداد شمار ہوگی؛ خاص کراس کے حق توضرورجس کی یہ عادت ہی بن جائے، جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے یہ معاملہ بہت خطرناک ہے، اوراس بات کی دلیل ہے کہ ایمان اس کے دل میں جاگزیں نہیں ہوا

بلکہ ان الفاظ کوادا کرنے والے کے دین کےلیے یہ بہت ہی خطرناک ہیں، چاہے اس کے ذہن میں دین اسلام سے خارج ہونا نہ بھی ہو، اوراگرچہ اسے اس کا علم بھی نہ ہو تو بھی اس کے دین کےلیے خطرناک کلمات ہیں

عبداللہ بن بریدۃ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی نے بھی قسم اٹھا کرکہا کہ میں اسلام سے بری ہوں، اگر تو وہ (قسم میں) جھوٹا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا اس نے کہا، اوراگر وہ (قسم میں) سچا ہے تو پھر وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹا"

مسند احمد حدیث نمبر (22497) سنن ابوداود حدیث نمبر (2836) سنن نسائی حدیث نمبر (3772) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2100) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے

صحیح قرار دیا ہے

دوم :

رہا یہ کہ وہ عورت اسلام کی طرف واپس کیسے پلٹ سکتی ہے اگر اس پر کفر کی حالت کا اطلاق ہوتا ہے تو وہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو سکتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دین اسلام کے مخالف ہر دین سے برات کا اظہار کرنا ہوگا

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (7057) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

سوم :

رہا مسئلہ اس کے مرتد ہونے کے اثرانداز ہونے کا اگر بالفعل وہ مرتد ہو چکی ہے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اگر وہ رخصتی اور دخول سے قبل مرتد ہوئی تو عام علماء کرام کے ہاں فوری طور پر اس کا نکاح فسخ ہو جائیگا، اس لیے اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوباہ نکاح کرنا ہوگا

اور اگر وہ رخصتی اور دخول کے بعد مرتد ہوئی ہے تو پھر یہ معاملہ اس کی عدت کے ختم ہونے پر موقوف ہے، اگر وہ عدت کے اندر اندر اسلام میں واپس آ جاتی ہے تو وہ پہلے نکاح پر ہی رہیں گے، اور اگر وہ عدت ختم ہونے کے بعد اسلام میں واپس آتی ہے تو نکاح فسخ ہو جائیگا

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (132976) کے جواب کا مطالعہ کریں

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

159280